إنَّ الفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يَشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۹۱

325

روزنامہ

الفضل

قادیان دارالامان

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت ایک آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۶ محرم ۱۳۵۷ھ | یوم شنبہ | مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۸ء | نمبر ۶۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷ - مارچ - سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو گلے کی تکلیف ہے - احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛؛

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛؛

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کل چھ بجے شام کی گاڑی سے بی - اینڈ - او شپنگ کمپنی میں ملازمت کے سلسلہ میں کلکتہ روانہ ہو گئے - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے - حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور دیگر احباب آپ کو الوداع کہنے کے لئے سٹیشن پر موجود تھے - احباب دعا کریں - کہ خدا تعالےٰ ان کو دین و دنیا کے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے ؛؛

کل حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے شیخ یوسف علی صاحب بی - اے نائب ناظر امور عامہ کے مکان کی بنیاد محلہ دارالعلوم میں رکھی - اور بہت سے اصحاب سمیت جو اس موقع پر موجود تھے - دعا فرمائی احباب بھی مکان کے مبارک ہونے کے لئے دعا کریں ؛؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آسمانی علوم اور اُن کے اندرونی بھید زمینی لوگوں پر کبھی نہیں کھلتے

"اپنے موتہہ سے کوئی مرتبہ انسان کو نہیں مل سکتا جب تک آسمانی نُور اس کے ساتھ نہ ہو - اور جس علم کے ساتھ آسمانی نور نہیں - وُہ علم نہیں جہل ہے - وُہ روشنی نہیں - وُہ ظلمت ہے - وُہ مغز نہیں - وُہ استخوان ہے - ہمارا دین آسمان سے آیا ہے - اور وُہی اس کو سمجھتا ہے - جو وُہ بھی آسمان سے آیا ہو - کیا خدا تعالےٰ نے نہیں فرمایا - لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ میں قبول نہیں کروں گا - اور ہرگز نہیں مانوں گا - کہ آسمانی علوم - اور ان کے اندرونی بھید - اور ان کے تہہ در تہہ چھپے ہُوئے اسرار زمینی لوگوں کو خود بخود آ سکتے ہیں - زمینی لوگ دابۃ الارض ہیں مسیح السماء نہیں ہیں - مسیح السماء آسمان سے اُترتا ہے - اور اس کا خیال آسمان کو مسیح کرکے آتا ہے اور روح القدس اس پر نازل ہوتا ہے - اس لئے وُہ آسمانی روشنی ساتھ رکھتا ہے - لیکن دابۃ الارض کے ساتھ زمین کی غلاظتیں ہوتی ہیں - اور نیز وُہ انسان کی پوری شکل نہیں رکھتا - بلکہ اس کے بعض اجزا مسخ شدہ بھی ہوتے ہیں"

(ازالہ اوہام صفحہ ۸۶۹)

وصیت حصۂ آمد کا بقایا معاف نہیں ہو سکتا

ایک موصی حصۂ آمد کی درخواستِ معافی بقایا پر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل ارشاد فرمایا :-

"وصیت کی معافی کا حق مجھے بھی حاصل نہیں - یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنایا ہُوا قانون ہے - اور الٰہی حکم سے ہی تھا - مَیں ان چندوں کو معاف کر سکتا ہُوں اور کر دیتا ہُوں - جو میری طرف سے مقرر کئے جائیں - یا بڑھائے جائیں" ؛؛

امید ہے - کہ آئندہ دوست ایسی درخواست پیش کرنے کی جُرأت نہ کریں گے ؛؛

سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

شیخ عبدالرحمٰن مصری کی ایک بیہودہ حرکت

کے خلاف

اظہارِ ناراضگی کی قراردادیں

مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک ٹریکٹ بعنوان "روحانی خلفاء کبھی معزول نہیں ہو سکتے" شائع ہوا ہے۔ جو کہ ۱۵ مارچ کو مختلف محلوں کی مساجد میں پڑھ کر سنایا گیا۔ سامعین کو یہ ٹریکٹ سننے پر اس امر کے علم سے از حد رنج ہوا۔ کہ شیخ مصری صاحب نے جماعت احمدیہ کے متعلق "ہماری جماعت" اور "اپنی جماعت" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس پر اظہار نفرت کے لئے قراردادیں پاس کی گئیں جو درج ذیل کی جاتی ہیں

محلہ دارالفضل کی قرارداد

ہم احمدیان محلہ دارالفضل کا یہ اجتماع شیخ مصری کے اس رویہ کے خلاف اپنی پوری بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے اشتہار "عزل خلفاء" میں جماعت احمدیہ کو خطاب کرتے ہوئے "ہماری جماعت" اور "اپنی جماعت" کے الفاظ لکھے ہیں جماعت احمدیہ اس بات کو اپنی انتہائی تحقیر سمجھتی ہے۔ کہ ایک ایسا شخص اس پاک سلسلہ کو اپنی جماعت قرار دینے کا باطل دعوےٰ کرے۔ جو ہمارے پیارے مطاع حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر ناپاک ترین اور بدترین حملے کر کے جماعت کے قلوب کو چھلنی کرتا ہے۔ مصری صاحب کی یہ شرانگیز روش مذہب و روحانیت تو کجا عام اخلاق سے بھی نہایت درجہ گری ہوئی ہے۔ احمدیان دارالفضل کا یہ اجتماع مصری صاحب کو بتا دینا چاہتا ہے۔ کہ ہمیں اپنے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وزادہ مجدہ سے نہایت مخلصانہ تعلق ہے۔ ہمارے دل اس شخص کے متعلق نفرت وحقارت کے جذبات سے پُر ہیں۔ جو ہمارے مقدس امام پر بے بنیاد اور گندے سے گندے الزام لگاتا ہے ؏

پس ہمارا یہ اجلاس مصری صاحب کے اس معاندانہ رویہ کے خلاف نہایت درجہ نفرت وحقارت اور بیزاری کا اظہار کرتا ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات سے اپنے پورے اخلاص اور عقیدت کے جذبات پیش کرتا ہے ؏

خاکسار خلیل احمد ناصر بی۔اے

محلہ دارالرحمت کی قرارداد

ہم احمدیان محلہ دارالرحمت کا یہ اجتماع شیخ مصری کے اس رویہ کے خلاف اپنی پوری بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنے اشتہار "عزل خلفاء" میں جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے "ہماری جماعت" اور "اپنی جماعت" کے الفاظ لکھے ہیں جماعت احمدیہ اس کو اپنی انتہائی تحقیر سمجھتی ہے کہ ایک ایسا شخص اس پاک سلسلہ کو اپنی طرف منسوب کرنے کا دعوےٰ کرے۔ جو اس کے مطاع حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر ناپاک ترین حملے کر کے جماعت کے قلوب کو چھلنی کرتا ہے۔ مصری کی یہ شرانگیز روش مذہب و روحانیت تو کجا عام اخلاق سے بھی نہایت درجہ گری ہوئی ہے۔ احمدیان دارالرحمت کا یہ اجتماع مصری کو بتا دینا چاہتا ہے کہ ہمیں اپنے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز زاد مجدہٗ سے مضبوط ترین تعلق ہے۔ اور ہمارے دل اس شخص کے متعلق نفرت وحقارت کے جذبات سے پُر ہیں جو ہمارے مقدس امام پر بے بنیاد اور گندے الزامات لگاتا ہے پس ہمارا یہ اجلاس مصری صاحب کے اس معاندانہ رویہ کے خلاف نہایت درجہ نفرت وحقارت اور بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پوری وابستگی اور عقیدت کے جذبات پیش کرتا ہے ؏

پریذیڈنٹ محلہ دارالرحمت

محلہ دارالعلوم کی قرارداد

باوصف اس کے کہ شیخ عبدالرحمٰن مصری جماعت احمدیہ سے خارج ہے۔ اور احمدیت کے شدید ترین دشمنوں سے تعلقات مودّت وموانست رکھتا ہے۔ وہ اپنے ٹریکٹ میں اپنے آپ کو احمدی بتاتا اور احمدی جماعت کو "اپنی جماعت" اور "ہماری جماعت" کے الفاظ سے موسوم کر کے پبلک کو دھوکہ دیتا ہوا ہمارے جذبات کو مجروح کرتا ہے۔ اس لئے ہم جملہ احمدیان محلہ دارالعلوم اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے شیخ مصری سے کامل بیزاری کا اظہار کرتے اور اس کے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اس موقعہ پر ہم اس بات کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ اور مصلح موعود یقین کرتے۔ اور حضور کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنی سعادت دارین سمجھتے ہیں ؏

خاکسار محمد طفیل پریذیڈنٹ محلہ دارالعلوم

مدرسہ احمدیہ کی قرارداد

۱۶ مارچ کو اساتذہ وطلباء مدرسہ احمدیہ کا ایک غیر معمولی اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق آرا پاس کی گئی۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اس وقت باوجود جماعت احمدیہ سے خارج ہونے کے اور معاندین احمدیت سے سازباز رکھنے کے اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتا ہے۔ مگر وہ اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے اس مقدس جماعت کو جو ایک نظام میں منسلک اور خلیفۂ وقت کی جاں نثار جماعت ہے۔ "اپنی جماعت" اور "ہماری جماعت" قرار دیتا ہے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ پبلک کو دھوکا دیا جاتا ہے بلکہ اس سے ہمارے جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم اساتذہ اور طلباء مدرسہ احمدیہ شیخ مصری سے کامل برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس کے اس فعل کو قابل نفرت خیال کرتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ اور مصلح موعود یقین کرتے ہیں۔ اور حضور کی کامل اطاعت کو عین احمدیت جانتے ہیں۔

ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

محلہ ناصر آباد کی قرارداد

مسجد محلہ ناصر آباد میں گزشتہ شب ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوا۔

شیخ مصری نے اپنے ایک اشتہار "عزل خلفاء" میں جماعت احمدیہ کے متعلق "ہماری جماعت" اور اپنی جماعت کے جو الفاظ ناجائز طور پر استعمال کئے ہیں انہیں ہم جماعت احمدیہ کی ہتک سمجھتے ہیں۔ اور مصری صاحب سے کلی طور پر بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی سچی عقیدت وارادت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ رکھتے ہیں ؏

خاکسار۔ غلام محمد عبد پریذیڈنٹ محلہ ناصر آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ محرم ۱۳۵۷ھ

پنجاب میں کانگرسیوں کی طرف سے تشدد

کانگرس عدم تشدد کو اپنا بنیادی اصل قرار دیتی ہے۔ اور اب تو یہاں تک دعوے کرتی ہے۔ کہ وہ لوگ جو عدم تشدد کے قائل نہ تھے۔ اور قتل و غارت گری کے مجرم ثابت ہو کر سزا بھگت رہے ہیں۔ انہوں نے بھی تشدد کے عقیدہ کو ترک کر دیا ہے۔ اور آئندہ پر امن رہنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اسی بنا پر کانگرس ان کی رہائی کا مطالبہ کر رہی۔ اور کانگرسی حکومتیں اس مطالبہ کو پورا کر رہی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ بعض کانگرسی لیڈر جس طرح پہلے عوام کے جذبات کو مشتعل کرنیکے بعد انہیں تشدد سے باز رکھنے میں ناکام رہے ہیں۔ اسی طرح اب بھی ناکام ہو رہے ہیں۔ اور پنجاب میں تو ان کی ناکامی روز بروز زیادہ خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ ہمیں نہیں معلوم۔ کہ پنجاب میں جس بے باکی سے اس وقت کانگرسی جبر و تشدد سے کام لے رہے ہیں۔ اس طرح انہوں نے پہلے کبھی لیا ہو۔ اور اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ موجودہ حکومت کا طریق عمل وہ نہیں۔ جو سابقہ کا تھا۔ اور جو تشدد کے قلع قمع کا موجب تھا۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایسیا کی قیدیوں کو چھڑانے کے نام سے کانگرس کے پیرؤوں نے لاہور میں ایک اجتماع کیا۔ اور دفعہ ۱۴۴ کو توڑنے کے لئے جلوس مرتب کیا جس میں بالفاظ کانگرسی اخبارات وزیر اعظم اور ان کی حکومت کے خلاف اشتعال انگیز نعرے لگائے گئے۔ فحش کلامی کی گئی۔ پولیس پر اینٹیں اور کیچڑ پھینکا گیا۔ چند کانسٹبلوں کو زخمی کر دیا گیا سکرٹریٹ میں پہونچکر نوٹس بورڈ توڑ ڈالا۔ اور سرکاری عمارت کی کھڑکیوں کے شیشے پھوڑ دیئے۔

یہ صریحاً تشدد تھا۔ اور اگر پولیس ان افعال میں مزاحم ہوتی۔ تو یقیناً بات بہت بڑھ جاتی۔ اور کشت و خون تک نوبت پہونچ جاتی۔ لیکن پولیس نے غیر معمولی قوت برداشت کا ثبوت دیتے ہوئے بے دست و پا رہنا ہی مناسب سمجھا۔

اس کے بعد اگرچہ کئی مقامات پر کانگرسی اور غیر کانگرسی لوگوں میں چپقلش ہوتی رہی ہے۔ لیکن حال میں جو واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ فتح وال ضلع امرتسر میں ایک معمولی سا قصبہ ہے۔ جس میں مسلمانوں۔ ہندوؤں اور سکھوں کی آبادی ہے۔ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی نے وہاں اپنا پروپیگنڈا کرنے کے کل ۱۳۔ مارچ کو جبکہ محرم کی دسویں تھی۔ جلسہ کرنا ضروری سمجھا۔ جس میں بعض با اثر کانگرسی کارکن بھی شریک ہوئے۔ چونکہ اس سے قبل ۵۔ فروری کو اسی قسم کا جلسہ مسلمانوں کی وجہ سے وہاں نہیں ہو سکا تھا۔ اس لئے کانگرس والوں نے اس دفعہ خاص انتظامات کئے۔ نواحی دیہات سے کثیر التعداد لوگوں کو جلسہ گاہ میں بلا لیا گیا۔ جن کے پاس کرپانیں۔ کلہاڑیاں اور لاٹھیاں تھیں۔ جلسہ سے قبل ایک جلوس نکالا گیا جس میں مسلم لیگ مردہ باد مسٹر جناح مردہ باد اور اسی قسم کے اور نعرے لگائے گئے۔ آخر جب جلسہ شروع ہوا۔ تو ایک مسلمان نے کہا۔ کانگرس طاقت کا مظاہرہ کر کے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل نہیں کر سکتی۔ اسے اپنے عمل سے مسلمانوں کو متاثر کرنا چاہیئے اس کا جواب ایک کانگرسی سکھ نے یہ دیا۔ کہ سوائے پنجاب کے باقی صوبوں میں کانگرس کا راج ہے۔ اور یہاں بھی کانگرسی ہی ڈکٹیٹر ہیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے خلاف بہت کچھ کہا گیا۔ جنہوں نے گزشتہ فساد کے متعلق کانگرسیوں کے خلاف گواہی دی تھی۔

اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ متعدد کانگرسیوں نے ہتھیار اٹھا اٹھا کر انقلاب زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اس سے خوفزدہ ہو کر مسلمان جب واپس جانے لگے۔ تو ان پر حملہ کر دیا گیا۔ چونکہ وہ بہت تھوڑے تھے۔ اس لئے جان بچانے کے لئے ایک مکان میں گھس گئے۔ حملہ آوروں نے اس مکان پر بھی حملہ کر دیا۔ قریب میں ایک مسجد تھی۔ اس کی اینٹیں اٹھا کر پناہ گزینوں پر برسائی گئیں۔ ایک سکھ نے چند ہمراہیوں کے ساتھ مکان کی چھت پر چڑھ کر ایک مسلمان کا سر کرپان سے پھوڑ دیا۔ اور وہ اسی وقت فوت ہو گیا پانچ اور مسلمانوں کو شدید طور پر زخمی کیا گیا۔ جن میں سے اس وقت تک ایک اور فوت ہو چکا ہے۔ رات کے وقت مسلمانوں نے بھاگ کر کھیتوں میں پناہ لی۔ اور وہ اس وقت واپس آئے۔ جب پولیس پہونچ گئی۔ کانگرس نے ان حالات میں بھی اپنا اجلاس جاری رکھا۔ تا وہ یہ ظاہر کر سکے۔ کہ اسے کشت و خون تک نوبت پہونچ جانے کی بھی کوئی پروا نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ کانگرسی سورماؤں نے جن مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ وہ وہی تھے جو کانگرسیوں کے خلاف مقدمہ میں استغاثہ کے گواہ تھے۔ جہاں تک شائع شدہ اطلاعات سے ظاہر ہے۔ کسی کانگرسی کو اس موقعہ پر کسی قسم کی چوٹ نہیں آئی۔ اور آ بھی کیونکر سکتی تھی جبکہ کسی نے ان پر حملہ نہیں کیا بلکہ مدافعت بھی نہیں کی۔ ان حالات میں جو کچھ ظہور پذیر ہوا ہے۔ اور جس کا انکار کرنا کانگرسیوں کے لئے بھی ممکن نہیں اس نے کانگرس کے ادعاء عدم تشدد پر پانی پھیر دیا ہے۔ اور کانگرس کے ذمہ وار اصحاب کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس کی پر زور مذمت کریں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ کانگرس کے حامیوں نے بالکل الٹ رستہ اختیار کیا ہے۔ وہ اس حادثہ کی ذمہ واری پولیس پر ڈال رہے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ چونکہ اس جلسہ میں پولیس موجود نہ تھی اس لئے فساد ہوا۔ جیسا کہ پنجاب اسمبلی میں ایک کانگرسی نے اس بنا پر تحریک التوا پیش کرنی چاہی۔ کہ پولیس کو اطلاع کر دی گئی تھی۔ کہ اس گاؤں میں فساد کا اندیشہ ہے۔ مگر اس اطلاع کے باوجود اس روز جب کانگرس کا جلسہ منعقد ہونا تھا۔ پولیس کا کوئی آدمی گاؤں میں نہیں آیا۔

لیکن کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ وہی کانگرس جو پولیس کا نام تک سننا نہیں چاہتی تھی۔ اس قدر پولیس کی موجودگی پر زور دے۔ پھر اگر کانگرسیوں پر حملہ کیا جاتا۔ تو بھی وہ پولیس پر حرف رکھ سکتے تھے۔ مگر اب تو حملہ آور کانگرسی تھے۔ کیا ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ اسی وقت تک عدم تشدد پر عامل رہ سکتے ہیں۔ جب تک پولیس کا ڈنڈا سامنے نظر آئے۔ اور آئندہ ہر جگہ ان کے ساتھ پولیس ہونی چاہیئے۔ ورنہ تشدد سے کام لینے میں وہ حق بجانب ہونگے۔ کانگرسی ایسی

الکتاب والحکمۃ

بعض مضامین کے متعلق قرآن مجید سے استدلال

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب

۶۲۔ احمدیت کا اعلان ضروری ہے

ان الذین یکتمون ما انزل اللہ ... ولا یزکیھم و لھم عذاب الیم (بقرہ) یعنی جو لوگ اللہ کے بیجے دین کو چھپاتے ہیں۔ تاکہ وہ نقصانوں سے بچے رہیں۔ ان سے خداتعالیٰ قیامت کے دن بات بھی نہیں کریگا۔ اور نہ ان کا تزکیہ نفس ہوگا۔ ہزاروں ہزار لوگ ہیں جو احمدیت کو حق سمجھتے ہیں۔ مگر دنیاوی منافع کی وجہ سے اعلان اور اظہار نہیں کرتے سو وہ دیکھ لیں اس کا کیا نقصان ہے تزکیہ نہیں ہوسکتا جب تک اظہار نہ ہو۔ اور آخرت ہاتھ سے جاتی ہے جب تک اعلان نہ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اسلام کی ۵ شرطوں میں سے پہلی شرط اعلان ہے

۶۳۔ آیت قصاص کا مطلب

کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ ط الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ آزاد کے بدلے آزاد قتل کیا جائے۔ اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت خواہ کوئی قاتل ہو۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی حُر نے یہ جرم کیا ہے۔ تو بدلہ میں وہی حُر مارا جائے گا۔ اور اگر کسی غلام نے قتل کیا ہے تو قصاص میں وہی غلام مارا جائے گا۔ اور اگر کوئی عورت قاتل ہے تو وہی قتل کی جائے گی۔ حُر کی حریت اسے نہیں بچا سکتی۔ جیسے بقول لوگوں کے گوروں کو کالوں کے قتل کے عوض کبھی پھانسی لگتی نہیں سننے میں آئی۔ یا بادشاہوں سے کوئی قصور نہیں ہوسکتا۔ وہ قانون سے بالا ہیں۔ یا عورت نے خون کیا۔ تو اس کا عورت ہونا اسے پھانسی سے نہیں بچا سکتا۔ جیسا کہ عوام میں مشہور ہے۔ کہ عورتیں پھانسی نہیں پاتیں۔ یا غلام اور نوکر قاتل ہوں تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ بیچارے اصل مجرم تھوڑا ہی ہیں۔ اصل تو ان کے آقا ہوں گے۔ پس انہیں پہلے پکڑو۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے ایک اور آیت بطور کنجی کے ہے۔ وہ یہ ہے۔ الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص۔ یعنی اگر کفار شہر حرام میں جنگ کریں۔ تو تم بھی اسی شہر حرام میں جنگ کرو۔ اسی طرح اگر کوئی حُر قتل کرے۔ تو تم بھی اسی حُر کو قتل کرو۔

۶۴۔ اذیٰ کے معنی

ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذیً۔ یعنی لوگ حیض کی بابت سوال کرتے ہیں تو کہدے کہ وہ اذیٰ ہے۔ یہاں اذیٰ کے معنی لوگوں نے مختلف کئے ہیں۔ یعنی بیماری۔ تکلیف۔ کروہ چیز اور گندگی وغیرہ۔ مگر آگے چلکر خود ہی قرآن نے اس کے معنی کر دیئے ہیں یعنی ولا تقربوھن حتیٰ یطھرن کہکر بتا دیا ہے۔ کہ اذیٰ وہ چیز ہے جو طہارت کے مخالف ہو۔ اب معنی صاف ہوگئے۔ یعنی ناپاکی۔ قرآن مجید بہت سی جگہ اپنے الفاظ کے معنی بھی خود ہی کرتا ہے۔ اور یہ مضمون بھی بہت دلچسپ ہے

۶۵۔ نکاح کے مقاصد

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ عورت صرف بچے پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اور یہ جو آیت نساءکم حرث لکم بالکل درست ہے۔ مگر نکاح کے اور مقاصد بھی ہیں۔ عورت انسان کی آخرت سنوارنے کے لئے بھی ہے۔ (وقدموا لانفسکم) اور وہ اس کے جذبات کی تسکین کے لئے بھی بنائی گئی ہے۔ (لتسکنوا الیھا) بچے کی بھوک۔ جوان کی شہوات اور بڈھے کی کمزوری اور اضطراب کو اور کون دور کرسکتا ہے۔ اسی طرح وہ دوستی اور شفقت کے اخلاق کا مرکز بھی ہوتی ہے۔ (وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ) وہ یوں بھی دنیا کی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز ہے۔ (ما طاب لکم) نیز مختلف آیات کے مطابق وہ تمہاری اولاد کی بہترین ربوبیت کرنے والی ہیں۔ اور تمہاری کمائی اور روپیہ خرچ کرنے کی جگہ۔ زمین کی زینت و رونق۔ نیز آدمی کے لئے سب سے بڑا امتحان اور ابتلاء بھی ہیں۔ ساتھ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ حسین مخلوق اور مردوں کی سب سے زیادہ ہمدرد ہیں۔ اس لئے صرف حرث تک ہی ان کو محدود سمجھنا خود قرآن مجید کے خلاف ہے۔

۶۶۔ تبرکات

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام پر بعض لوگ تبرکات کی اصل قرآن مجید سے بھی دریافت کرتے ہیں۔ حدیث میں تو صاف آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بال اور کپڑے اور پسینہ تبرک تھا۔ آنحضرتؐ خود دیتے تھے یا صحابہ مانگ لیتے تھے۔ مگر قرآن مجید نے بھی تبرکات کو تسلیم کیا ہے وبقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ واٰل ھارون تحملہ الملائکۃ

۶۷۔ اسماء الٰہی کا تعلق آیات کے مضمون کیساتھ

قرآن مجید کی اکثر آیتوں کے آخر میں اور کبھی شروع میں بھی خداتعالیٰ کے اسماء آتے ہیں۔ یہ اسماء ہمیشہ اس آیت کے مضمون سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر یہ آیت بالکل واضح ہے۔ قال ان اللہ اصطفٰہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ یؤتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم۔ یعنی طالوت کو خداتعالیٰ نے اس لئے بادشاہ مقرر فرمایا۔ کہ اس کو علم اور جسم میں بڑی وسعت عطا ہوئی۔ یہ بسطت جسمانی خدا کے اسم واسع کے ماتحت اور علم اسے خدا کے اسم علیم کے ماتحت دیا گیا ہے۔ اسی طرح وربک الغنی ذوالرحمۃ ط ان یشأ یذھبکم ویستخلف من بعدکم ما یشاء۔ یہاں غنا اور رحم دو متضاد صفات کو ملایا ہے۔ یعنی وہ بے پروا بھی ہے۔ اور رحمت والا بھی۔ غنا کی وجہ سے اے کافرو اب یہ حکومت تم سے لے لیگا اور رحم کی وجہ سے وہ اسے مسلمانوں کے حوالے کردیگا۔

۶۸۔ ڈراؤنے خواب

مشہور ہے اور حدیث میں بھی آتا ہے ڈراؤنے خواب زیادہ تر شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور مبشر خواب رحمان کی طرف سے۔ اس کی اصل قرآن میں یہ آیت ہے۔ انما ذالکم الشیطٰن یخوف اولیاءہ (آل عمران)

۶۹۔ عدالتوں کی اصلاح

آج کل عدالتوں میں بعض وکلاء عموماً گواہ پر نہایت تکلیف دہ نامناسب اور غیر متعلق جرح کرتے ہیں۔ جو یا تو خود اس کے مخالف پڑتی ہے۔ یا اس کے حسب کا وہ گواہ ہے۔ اور خواہ مخواہ ان کی ذاتی تذلیل کی جاتی ہے۔ جب اسلامی اصول پر عدالتوں کی کارروائیاں ہونے لگیں گی تو اس وقت وکیلوں کے ایکٹ میں ایک دفعہ یہ بھی داخل کی جائیگی۔ ولا یضار کاتب ولا شھید یعنی لکھنے والے اور گواہ کو کسی قسم کی تکلیف اور نقصان نہ پہنچایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پر ایک خون کے مقدمہ میں بھی یہ جائز نہیں سمجھا تھا۔ کہ ان کا وکیل عدالت میں ایک سخت ترین دشمن اور گواہ کے نسب کے متعلق سوال کرے۔

طبقہ نسواںؔ پر انگریزی تعلیم کے ناخوشگوار اثرات

سادہ زندگی بسر کرنے کی ضرورت

اخبار "ٹریبیون" لاہور میں پروفیسر گلشن رائے صاحب کا ایک مضمون بعنوان "گماں بیویاں" شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے ہندوستان کے طبقۂ نسواں پر انگریزی تعلیم کے مضر اثرات کے متعلق دلچسپ بحث کی ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ ہم اپنی جماعت کے اہل الرائے اصحاب کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ بھی اس بارے میں اظہار خیالات کریں۔

انگریزی خواں لڑکیوں کی مانگ

ہندوستان میں یوروپین تعلیم کا رواج آج سے قریباً ایک سو پچیس سال قبل شروع ہوا۔ بیسویں صدی کے آغاز تک صرف لڑکے ہی اس تعلیم سے استفادہ کرتے رہے۔ اور پچاس سال قبل بہت کم لڑکیوں کو انگریزی تعلیم کی طرف توجہ تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے انگریزی خواں نوجوان خصوصاً وہ جو یورپ سے ہو آئے ہیں۔ یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی شادیاں انگریزی خواں لڑکیوں سے ہوں۔ اور معلوم ہوتا ہے اس وقت ہندوستان کی شادی کی مارکٹ میں انگریزی خواں لڑکیوں کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے۔ اور والدین یہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ اگر وہ اپنی لڑکیوں کو انگریزی کی تعلیم نہ دلائیں گے تو ان کے لئے اچھے خاوند نہیں مل سکیں گے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ قدامت پسند لوگ بھی جو لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانے کے خلاف ہیں مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ اپنی لڑکیوں کو یہ تعلیم دلائیں۔

عورتوں میں مغربی تعلیم کی ترقی

گزشتہ پچیس سال کے عرصہ میں تعلیم نسواں نے بہت سرعت سے ترقی کی ہے۔ اور ہماری عورتیں بھی مغربی تہذیب اور تمدن کے اثرات سے متاثر ہو رہی ہیں۔ اس وقت تک ہماری خواتین۔ راسخ الاعتقادی کا ستون تھیں۔ اور اصلاح پسند لوگ اپنے تمدنی اصلاح کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں بہت دقت محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ تمدنی اصلاح کے بڑے بڑے حامیوں کو خود اپنے گھروں میں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن عورتوں میں مغربی تعلیم کی ترقی موجودہ ہندوستانی سوسائٹی پر گہرے رنگ میں اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اور بعض مفکرین تو ابھی سے ہندوستانی سوسائٹی پر اس تعلیم کے اثرات کو تشویشناک نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

اقتصادی مشکلات

سب سے پہلا۔ اور نمایاں اثر جو انگریزی تعلیم ہماری لڑکیوں پر ڈال رہی ہے۔ اقتصادی نوعیت کا ہے۔ جن لوگوں کے ہاں انگریزی خواں بیویاں ہیں۔ ان کا خانگی بجٹ بہت بڑھ گیا ہے۔ زندگی کا معیار بلند ہو گیا ہے۔ ان کا طرز بود و ماند مغربی سانچے میں ڈھل رہا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ان گھرانوں میں جہاں انگریزی خواں بیویاں۔ یا انگریزی خواں لڑکیاں ہیں۔ یوروپین فرنیچر بہت بڑی مقدار میں رکھا جاتا ہے۔ چینی اور شیشہ کے برتن بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں۔ بوٹ اور جوتیوں کی کافی تعداد خرید کی جاتی ہے خوابگاہوں۔ مطالعہ گاہوں اور بیٹھکوں کو پُر تکلف طریق پر سجایا جاتا ہے۔ ریشمی ساڑھیوں۔ اور یوروپین سوٹوں کی بھاری تعداد خرید کی جاتی ہے۔ اور نوکروں کی ایک بڑی تعداد رکھی جاتی ہے۔ دن میں کئی دفعہ چائے پینا۔ ہر تعلیم یافتہ گھرانے میں ضروریات زندگی میں سے سمجھا جانے لگا ہے میں اس وقت ان نئے عادات اور طریقوں کے فوائد یا نقصانات پر بحث نہیں کر رہا جن سے لوگوں کے طریق بود و ماند میں اس قدر تبدیلی واقعہ ہو گئی ہے میں صرف ان اثرات کا ذکر کر رہا ہوں۔ جو ان چیزوں سے ہماری زندگیوں پر پڑ رہے ہیں اس ضمن میں بعض باتیں قابلِ غور ہیں مثلاً پہلی بات یہ ہے کہ آیا خانگی مصارف کی یہ زیادتی آمدنی کی زیادتی کے متناسب ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو خیر۔ لیکن اگر ان خاندانوں میں مصارف آمدنی سے بڑھ رہے ہیں۔ تو پھر یقیناً حالات تشویشناک ہیں۔

ماہرین اقتصادیات عموماً ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ معیارِ زندگی کا بلند ہونا اچھی بات ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے۔ کہ گھروں میں قیمتی اشیاء کے استعمال سے لازماً ملک کے دستکاروں اور صناعوں کے کام میں ترقی ہو گی۔ یہ درست ہے۔ لیکن مجموعی طور پر لوگوں کو اس کا تبھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان تعلیم یافتہ گھرانوں میں استعمال ہونے والی اشیاء اسی ملک میں تیار کی جاتی ہوں۔ لیکن جب ہمارا فرنیچر چینی اور شیشے کے برتن۔ کپڑا اور دوسری چھوٹی چھوٹی چیزیں جو انگریزی خواں لوگ استعمال کرتے ہیں۔ غیر ممالک سے درآمد کی جاتی ہیں۔ تو پھر اس صورت میں معیارِ زندگی کی بلندی ملک اور قوم کے لئے ہرگز فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ ایسے حالات میں معیارِ زندگی کے بلند ہونے کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ ملک کی دولت کو باہر بھیجا جائے۔ اور اگر معیارِ زندگی کی اس بلندی کے ساتھ ساتھ آمدنی میں اس کے مطابق اضافہ نہیں ہوتا۔ تو نتیجہ غربت و افلاس ہے اور یقیناً یہ بات بے روزگاری کے وجوہ میں ایک وجہ قرار پائے گی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جو شخص اعلےٰ طریق رہائش اختیار کرتا ہے۔ وہ کسی چھوٹی موٹی ملازمت کو قبول نہیں کرے گا۔ اور اگر اسے کوئی عمدہ ملازمت نہیں ملتی۔ تو وہ بیکاروں کی تعداد بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ جب تک ہمارے ملک میں صنعت کافی طور پر ترقی نہیں کرتی۔ اور جب تک ہم اس قابل نہیں ہوتے۔ کہ ان تمام اشیاء کو جن کی ہمیں اپنے موجودہ معیارِ زندگی کو بلند کرنے کے لئے ضرورت ہے خود پیدا کریں۔ اس معیار کو بلند کرنا درست نہیں۔

معیارِ زندگی کی بلندی

اس کے خلاف کہا جا سکتا ہے۔ جب تک ان اشیاء کی مانگ پیدا نہیں ہو گی۔ ایسی صنعتوں کو کوئی ترقی حاصل نہیں ہو گی۔ جو ان چیزوں کو مہیا کر سکیں۔ اور مانگ تبھی پیدا ہو سکتی ہے جبکہ پہلے معیارِ زندگی کو بلند کیا جائے لیکن یہ دلیل صرف انہی ممالک کے لئے درست ہو سکتی ہے۔ جو کامل طور پر آزاد ہیں۔ ہمیں چونکہ ہندوستان میں ملکی درآمد و برآمد کی پالیسی پر تصرف حاصل نہیں۔ اور نہ ہم اس بارے میں کلیۃً آزاد ہیں۔ کہ جس صنعت کو چاہیں ترقی دیں۔ اس لئے ہم اپنے انگریزی خواں لوگوں کی مانگ کو پورا نہیں کر سکتے۔ اور موجودہ حالات میں مجبور ہیں کہ غیر ملکی درآمد پر ہی انحصار رکھیں۔

پس اگر ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے ملک کی دولت باہر نہ جائے۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ سادہ زندگی بسر کریں۔ اپنے معیارِ زندگی کو بلند نہ ہونے دیں۔ ہندوستانی گھرانوں میں گھر کی منتظمہ بیوی ہی ہوتی ہے۔ اور گھر کے اخراجات اسی کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔ لہذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ سوسائٹی کو مغربی اثرات سے بچائیں تو ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنی لڑکیوں کو انگریزی تعلیم نہ دلائیں میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کہ ہمیں یہ خواہش کیونکر پیدا ہوئی ہے۔ کہ عورتوں کو مغربی تعلیم دلانی چاہیئے۔

عورتیں اور سرکاری ملازمتیں

ہمارے موجودہ طریقہ تعلیم کا مقصد زیادہ تر کلرک پیدا کرنا ہے لیکن کیا ہم یہ پسند کرتے ہیں۔ کہ ہماری عورتیں سرکاری ملازمتوں کے پیچھے پڑیں۔ فی الحقیقت ہندوستان کے لئے وہ دن نہایت بدقسمتی کا دن ہوگا جب ہم اپنی عورتوں کے متعلق یہ خواہش کریں گے کہ وہ ملازمتیں کریں۔ اگر ہمارا مقصد یہ نہیں۔ تو پھر ہم کیوں یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ اپنی لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلائیں۔ پھر سوال یہ ہے۔ کہ کیا ہم تمدن کی خاطر انہیں یہ تعلیم دلاتے ہیں۔ یہاں بھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سچے ہندوستانیوں کے لئے مغرب کے مادہ پرست تمدن میں کوئی کشش نہیں ہوسکتی۔ ہمارا اپنا قومی لٹریچر دنیا کے۔ اور کسی ملک کے لٹریچر سے گھٹیا نہیں۔ ہمارا فلسفہ شاعری اور ڈراما ہر دوسرے ملک کے بہترین فلسفہ شاعری اور ڈراما کے مقابلہ میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنی انفرادیت کو قائم رکھیں۔ اور ہماری یہ خواہش ہے۔ کہ اس ملک کے بچے اپنی ہی روایات کے ماتحت تربیت پائیں۔

غلامانہ ذہنیت

میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص انگریزی طرز زندگی اختیار کرتا ہے۔ وہ اپنے اندر ایک غلامانہ ذہنیت پیدا کر لیتا ہے اور اپنے آپ کو ادنےٰ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ غیر ملکی تہذیب و تمدن کو اپنی تہذیب و تمدن سے بہتر سمجھتا ہے۔ تو وہ اپنے قومی طرز بود و ماند پر مغربی طریق زندگی کو کیونکر ترجیح دے سکتا ہے۔ ایک خوددار وطن دوست ہندوستانی دوسرے لوگوں کی نقل نہیں کرسکتا

چائے نوشی کی عادت

مغربی معیار زندگی نہ صرف اقتصادی لحاظ سے تباہ کن ہے۔ بلکہ معاشرتی لحاظ سے بھی ناقابل برداشت ہے۔ بطور مثال چائے نوشی کی عادت کو ہی لے لیجئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس نے میوہ جات کے رس۔ دودھ یا لسی کی جگہ لے کر ملک یا قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہونچایا۔ ہمارے اپنے قومی مشروبات چائے یا قہوہ وغیرہ سے زیادہ مقوی اور زیادہ ارزاں ہیں۔ چائے محرکات میں سے ہے اور دل پر ایک ناخوشگوار اثر ڈالتی ہے اور موجودہ زمانہ میں قلب کی حرکت بند ہوجانے سے جو اموات بڑھ رہی ہیں اس کی وجہ شاید چائے نوشی کی عادت بھی ہے ؛

قیمتی برتنوں کا استعمال

پھر چینی اور شیشے کے قیمتی برتنوں کے استعمال کو لے لیجئے۔ ان برتنوں کا استعمال نہ صرف غیر ملکی لوگوں کو فائدہ پہونچاتا۔ اور ہمارے اپنے پیتل اور تانبے کا کام کرنے والوں کو نقصان پہونچا رہا ہے۔ بلکہ ایسے برتن نہایت ناپائدار اور انجام کار بہت گراں ثابت ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ دھات کے برتن چینی اور شیشے کے برتنوں کے مقابلہ میں زیادہ اچھی طرح صاف ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ اول الذکر موخر الذکر کی نسبت زیادہ مسام دار ہوتے ہیں ؛

گھر کا کام کرنے سے عار

ایک اور بری عادت جو ہماری انگریزی خواں عورتوں میں پیدا ہوگئی ہے یہ ہے کہ انہوں نے گھر کا کام کاج کرنا چھوڑ دیا ہے جس سے ان کی صحت پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ کیونکہ وہ مناسب طور پر ورزش نہیں کرسکتیں۔ پرانے وقتوں میں چرخہ کاتنا۔ دہی بلونا۔ چکی پیسنا۔ کوئیں سے پانی نکالنا وغیرہ امور عورتوں کے لئے جسمانی ورزش کے کافی مواقع بہم پہونچاتے تھے۔ لیکن اب یہ تمام باتیں جاتی رہی ہیں اب انہیں فیشن کے خلاف سمجھا جاتا ہے پرانے زمانہ میں امیر گھرانوں میں بھی اس قسم کے کاموں کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ لیکن اب ہماری تعلیم یافتہ عورتیں کشیدہ کاڑھنے۔ ناول پڑھنے یا ٹینس اور بیڈمنٹن کھیلنے کے سوا اور کوئی کام کرنا پسند ہی نہیں کرتیں۔ یہی وجہ ہے کہ گھر کے کاموں کے لئے بہت سے ملازم رکھنے پڑتے ہیں۔ اور افسوس ناک امر یہ ہے کہ اس طرح لازماً بچوں کو بھی ملازموں یا آیہ کے سپرد کرنا پڑتا ہے جس سے والدین اپنی اولاد کی زندگیوں کی مناسب تربیت کے مواقع سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور یہ صورت حالات معاشرتی نقطۂ نگاہ سے نہایت تباہ کن ہے ؛ غرض اس مسئلہ پر خواہ کسی نقطۂ نگاہ سے نظر ڈالی جائے نتیجہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانا مناسب نہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو بھی چاہیئے کہ وہ مغربی عیش کے دلدادہ نہ بنیں اور انگریزی خواں بیویوں کی خواہش کریں ؛

لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ڈائننگ ہال کیلئے چندہ کی دسویں قسط

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ یہ تحریک اب جلد جلد قبولیت حاصل کررہی ہے۔ اور امید ہے کہ جلد سے جلد احباب یہ مژدہ سنیں گے۔ کہ کل رقم پوری ہوگئی ہے۔ اس ڈائننگ ہال کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنی طرف سے ایک سو روپیہ عطا فرمایا تھا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

میں نے اس چندہ کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے عطیہ سے کرتے ہوئے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کیا اچھا ہو۔ اگر جماعت کے انتیس احباب ایک ایک سو روپیہ اس چندہ میں عنائت کرکے اس فخر کے بجا حامل ہوں۔ کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک خاص چندہ میں ایک خاص رقم دے کر شامل خیر ہیں۔ اس خواہش کو میں پھر دوہراتا ہوں۔ امید ہے کہ جماعت کے مخلص احباب اس طرف خصوصیت سے توجہ فرمائیں گے۔ اور ایک ایک سو روپیہ کی رقم اس چندہ میں دے کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے۔ لیکن میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ ایک سو سے کم دینے والے اس چندہ کے مطالبہ میں میرے مخاطب نہیں۔ بلکہ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ اگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقلید میں اور حضور کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے۔ صرف انتیس احباب ہی ایک ایک سو روپیہ عطا فرمائیں۔ تو پھر ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ کہ کسی اور صاحب سے چندہ لیا جائے۔

تمام دوست اس چندہ کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کو ارسال فرمائیں اور تصریح کردیں۔ کہ یہ مہمانخانہ کے کمرہ کی تعمیر کے لئے ہے۔ اب میں اس چندہ کی دسویں قسط شائع کرتا ہوں۔ امید ہے کہ احباب کرام جلد سے جلد اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔

نمبر شمار	نام معطی	رقم
۱۰۳	جناب عبد الرحیم صاحب اوورسیر دفتر نہر جھنگ گھیانہ	عا
۱۰۴	جناب مولوی خلیل الرحمٰن خان صاحب پشاور شہر	عا
۱۰۵	جناب میاں عبد المجید صاحب لاہور	عہ
۱۰۶	محترمہ والدہ صاحبہ جناب ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسر	ماَ
۱۰۷	جناب میاں ناصر علی صاحب جھنگ گھیانہ	عا
۱۰۸	جناب شیخ عظیم الدین صاحب حیدرآباد سندھ	عہ
۱۰۹	جناب مرزا برکت علی صاحب آبادان	۱۳
۱۱۰	جناب شیخ مسعود احمد صاحب .O .S .D بھمہ	۲۵
۱۱۱	جناب عبد الکریم صاحب ننکانہ ضلع شیخوپورہ	۸ر
۱۱۲	جناب خان صاحب برکت علی صاحب	صہر
۱۱۳	جناب شیخ مظفر الدین صاحب پشاور	عہ

گزشتہ میزان دو ہزار چار روپے تیرہ آنے چھ پائی بنتی ہے۔ موجودہ میزان ایک صد باون روپے آٹھ آنے ہوتی ہے۔ کل میزان دو ہزار ایک سو ستاون روپے پانچ آنے چھ پائی ہوئی۔ اب باقی صرف آٹھ سو بیالیس روپے دس آنے چھ پائی رہ جاتے ہیں۔ امید ہے کہ میری اس تحریک کو پڑھتے ہی دوست فوری توجہ فرمائیں گے۔ قسط نمبر ۳ میں جو پانچ روپے کی رقم عبد العلیم صاحب کے نام پر درج ہے۔ وہ دراصل بابو عبد الرحمٰن صاحب انبالہ کا عطیہ ہے ؛ ناظم ضیافت

مسجد شہید گنج کے متعلق وزیر اعظم پنجاب کا بیان

۱۶ مارچ کو آنریبل سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے اسمبلی کے اجلاس میں مسجد شہید گنج کے متعلق جو بیان پیش کیا۔ اس میں فرمایا۔

مسجد شہید گنج پر قبضہ مخالفانہ

اس امر کی ضرورت نہیں۔ کہ شہید گنج کے افسوسناک قضیہ کی تاریخ کو دہرایا جائے ہر شخص کو اس بات کا علم ہے۔ کہ یہ مسجد ۱۷۲۲ء میں تعمیر ہو کر وقف قرار دی گئی۔ اور ۱۷۶۲ء تک بہ حیثیت مسجد استعمال ہوتی رہی لیکن اسی سال غیر مسلموں کے قبضہ میں چلی گئی۔ اور آج تک انہیں کے قبضہ میں ہے۔ دوسرے لفظوں میں گذشتہ ایک سو پچھتر (۱۷۵) سال سے اس پر غیر مسلموں کا قبضہ ہے۔ ۱۸۵۰ء میں مسجد کے اصل متولی کی اولاد میں سے ایک شخص نے مسجد کی واپسی کے لئے عدالت میں دعوے دائر کئے۔ لیکن یہ دونوں دعوے قانون میعاد کی بنا پر خارج ہو گئے۔ بعد ازاں ۱۹۳۰ء میں جب یہ معاملہ گوردوارہ ٹربیونل کے سامنے پیش ہوا۔ تو ٹربیونل نے بھی فیصلہ مسلمانوں کے خلاف دیا۔ اس کے بعد جب موجودہ مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تو عدالت ماتحت اور ہائیکورٹ کے فل بنچ نے اس امر کو تسلیم کر لیا۔ کہ جائے متنازعہ مسجد ہے۔ مگر قانون میعاد عبادت گاہوں پر بھی ویسا ہی حاوی ہے۔ جیسا کہ دوسری جائیداد پر اور اس جگہ کی واگذاری کے متعلق مسلمانوں کا دعوے دوسری وجوہ کے علاوہ قانون میعاد کے ماتحت زائد المیعاد ہو چکا ہے۔ (جسٹس دین محمد نے اس فیصلہ سے اختلاف کیا) چنانچہ ہائیکورٹ کی اکثریت کے فیصلہ کے پیش نظر عبادت گاہیں بھی قانون میعاد کی زد سے محفوظ نہیں ہیں۔ اور ان پر قبضہ مخالفانہ ہو سکتا ہے۔

عبادت گاہوں کی تقدیس کو خطرہ

قطع نظر اس امر کے کہ اس فیصلہ کا شہید گنج کے معاملہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ قانون کی یہ تعبیر اس صوبہ میں ایک بہت بڑی تشویش اور اضطراب کا باعث بن رہی ہے۔ کیونکہ یہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ جب تک پریوی کونسل میں اپیل کرنے پر اس کی تلافی نہ ہو جائے یا کوئی مناسب ترمیمی قانون پاس نہ کیا جائے۔ ان تمام مقامات کی تقدیس خطرے میں پڑ جائے گی۔ جو عبادت گاہوں کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں۔ جس سے اندیشہ ہے۔ کہ شہید گنج جیسے اور واقعات ظہور پذیر نہ ہونے لگ جائیں۔ مسلمانوں کا دوسرا مطالبہ یہ ہے۔ کہ چونکہ مسجد شہید گنج کی تہ زمین تمام مسلم قوم کے نزدیک مقدس ہے۔ اس لئے اُس کو دے دیا جائے۔ اس مسئلہ کے ان دو پہلوؤں کو الجھانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں اور دونوں کے حل کرنے کی تدبیریں جدا جدا ہیں۔

حفاظت معابد کا انتظام

سطحی نظر میں تو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں پہلوؤں پر ایک ہی بنیادی اصول حاوی ہے۔ اور اس کے مطابق ان دونوں کو حل ہونا چاہیئے۔ اگر اس مسئلہ کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ یہ دونوں پہلو اس طرح ایک ہی بنیادی اصول کے مطابق حل نہیں ہو سکتے اور اگر ان دونوں کو حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو کئی قسم کی آئینی اور دیگر مشکلات راستے میں حائل ہو جائیں گی جہاں تک اس زیادہ وسیع مسئلہ کا معاملہ ہے۔ جس کا تعلق موجودہ عبادت گاہوں کی مقدس حیثیت کو برقرار رکھنے سے ہے اس کا حل ایسے آئینی یا دوسرے اصول پر ہو سکتا ہے۔ جس کے خلاف کوئی معقول اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ان سے عدل و انصاف کے مسلمہ آئینوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

مسجد شہید گنج اور مسلمان

مسجد شہید گنج کی جائے وقوع مسلمانوں کو واپس دے جانے کے متعلق مجھے اس صاف بیانی میں کوئی باک نہیں کہ مسجد شہید گنج کے انہدام سے اور اس کے مابعد کے واقعات سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک عالمگیر بیزاری اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور کوئی قوم بھی ہو۔ ایسے حالات میں اس کے افراد کا اس طرح مشتعل ہو جانا ایک قدرتی بات ہے۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ تمام قوموں کے معقول پسند افراد ان افسوسناک حالات پر رنج کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو اس موجودہ کشیدگی کا باعث ہیں۔

باعزت حل کی امید

میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر یہ کہنے کو تیار ہوں کہ مجھے اس امر میں ذرہ بھر شبہ نہیں۔ کہ نہ صرف پنجاب بلکہ بیرون پنجاب کے تمام امن پسند لوگ اس مسئلہ کے ایسے معقول حل کا نہایت گرمجوشی سے خیر مقدم کریں گے۔ جو دونوں قوموں کے لئے عزت مندانہ ہو۔ تاہم میں اس حقیقت سے بھی بے خبر نہیں کہ اس وقت دونوں قوموں کے جذبات بہت برانگیختہ ہیں۔ اور تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے ہر دو اقوام کے جذبات کو بھڑکانے اور ان کو آمادہ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا گیا۔ لیکن باوجود اس کے میں مایوس نہیں ہوں۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ تمام اقوام کے معقول پسند اصحاب صدق دل سے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرینگے۔ اور اس نازک مرحلہ پر بھی ایسی صورت حالات پیدا کرنے میں ممد ہوں گے۔ جس سے ہر دو اقوام کے لیڈر اس مسئلہ کا کوئی باعزت اور تسلی بخش حل پیدا کر سکیں۔

ملک برکت علی کی تجویز

اب ہمیں اس تجویز پر غور کرنا ہے جو میرے معزز دوست ملک برکت علی صاحب نے پیش کی ہے۔ جس کا مدعا یہ ہے کہ ان کے مجوزہ بل کے ذریعہ مسجد شہید گنج کی تہ زمین مسلمانوں کو واپس دلائی جائے۔ ہم سب نے ان کے مسودہ قانون پر کامل غور و فکر کیا ہے۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ اور کئی قسم کی دور رس مشکلات کے علاوہ اس بل کی دفعات نہایت اہم آئینی امور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جن کا ملک صاحب نے یا تو صحیح اندازہ نہیں کیا۔ اور یا انہیں دانستہ نظر انداز کر دیا ہے۔

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ اس بل کے بعض نتائج کا ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ تا کہ وہ اقوام جن پر اس قانون کے عواقب کا اثر پڑ سکتا ہے۔ خود ان پر ٹھنڈے دل اور پوری احتیاط سے غور کر سکیں۔

سینکڑوں برس کے فیصلوں پر اثر

(اول) ملک صاحب کے مسودہ قانون کی دفعات کا اثر ان تمام امور پر پڑ سکتا ہے۔ جو گذشتہ زمانہ میں طے ہو چکے ہیں۔ اور اس مسودہ قانون کی دفعات اسلامی مساجد سے تعلق رکھنے والے ہر قسم کے مقدمات یعنی فیصلہ شدہ یا مجوزہ دعووں اپیلوں اور دوسری عدالتی کارروائیوں پر بھی حاوی ہو سکتی ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان میں ایسے مقدمات اقوام بھی شامل ہیں جن کا فیصلہ آج سے سینکڑوں برس پہلے ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ ان تمام مقدمات کے متعلق جو جائز عدالتی کارروائیوں کے ذریعہ گذشتہ زمانے میں فیصل ہو چکے ہیں۔ از سر نو عدالتی کارروائی شروع ہو سکے گی۔ اور بلا لحاظ میعاد ان فیصلوں میں ردو بدل ہو سکے گا۔

باہمی کشیدگی کا اندیشہ

(دوم) اگر پنجاب کی غیر مسلم اقوام بھی اپنی اپنی عبادت گاہوں کی واپسی کا مطالبہ کر دیں جو ان کے ہاتھ سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں جا چکی ہیں۔ تو ایسے مطالبے کی مخالفت معقولیت سے بعید ہوگی۔ اور ایسے مطالبہ کو منظور کر لینے کا ناگزیر نتیجہ یہ ہوگا کہ صوبہ میں نہایت ناخوشگوار حالات پیدا ہو جائیں گے۔ تمام اقوام باہمی کشیدگی میں مبتلا ہو جائیں گی بسوا اس صورت کے کہ مسلمان ان مقامات سے دست بردار ہونے پر تیار ہوں جو عبادت گاہ ہونے کے اعتبار سے ویسے ہی مقدس ہیں۔ جیسے ان کی باقی عبادت گاہیں۔

گورنر کی منظوری کا مسئلہ

(سوم) ملک صاحب کی مسودہ قانون اپنی موجودہ شکل میں اسمبلی کے سامنے اس صورت میں پیش ہو سکتا ہے کہ پہلے گورنر کی منظوری زیر دفعہ ۲۹۹ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مصدرہ ۱۹۳۵ء حاصل کر لی جائے۔ اس دفعہ کے ماتحت گورنر صاحب کسی ایسے مشورہ کو قانونی طور پر نظر انداز کرنے کے مجاز ہیں۔ جو وزارت نے انہیں اس معاملہ یا اس قسم کے کسی اور معاملہ کے متعلق دیا ہو۔ گو ہمارے صوبہ میں اس قائم شدہ معمول (کنونشن) کے پیش نظر جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ گورنر صاحب ہمیشہ کسی فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے اپنے وزراء کے اتفاق رائے سے پنجاب میں اس قسم کے بل پیش کئے جانے کی منظوری دیدیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ان صوبوں میں جہاں غیر مسلم اکثریتیں ہیں، لوگ اسی قسم کے بل پیش کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ جن میں بہت سی ایسی تاریخی اور اہم عبادت گاہوں کا مطالبہ ہو جو اب مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ لیکن در اصل غیر مسلموں کی ملکیت تھیں۔ پنجاب کی قائم کردہ نظیر کے پیش نظر یہ بات مسلمانوں کے لئے غیر ممکن ہو جائیگی کہ وہ ایسے مسودات قانون کی زد سے بچنے کے لئے معقولیت کی بنا پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی پناہ لے سکیں۔

منظوری کے بعد تصدیق کا مرحلہ

اب دوسری صورت کو لیجئے۔ فرض کیجئے کہ گورنر صاحب اپنے وزراء کے مشورہ سے بغیر اس بل کے پیش کئے جانے کی اجازت دیدیں۔ اور وزرا بھی ان کے فیصلہ پر صاد کر دیں۔ اور اگر دلیل کی خاطر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ اقلیتوں کی سخت مخالفت کے باوجود یہ بل قانون کی صورت اختیار کرنے کے مختلف مرحلے طے کر لے (اگرچہ یہ نہایت ہی کٹھن بات معلوم ہوتی ہے) تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس قانون کے وضع ہو جانے سے مسلمانوں کو شہید گنج کی تہ زمین واپس مل جائے گی؟ سب سے پہلے گورنر اور گورنر جنرل کو اس امر پر غور کرنا ہوگا۔ کہ آیا وہ معقولیت کی بنا پر ایک ایسے قانون کے نفاذ کی منظوری دے سکتے ہیں۔ جو ایک اقلیت کے حقوق پر براہ راست اثر انداز ہو سکتا ہو۔ جس کے جائز مفاد کی حفاظت کرنا ان کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ اور "بیاض ہدایات" کے رو سے لازمی ہے؟

مسلم اقلیتوں کے لئے خطرہ

پس اگر ایسا مسودہ قانون ان کی آخری منظوری حاصل نہ کر سکے۔ تو جہاں تک کسی قانون کے نفاذ کا تعلق ہے۔ معاملہ یہیں ختم ہو جائے گا۔ اور اگر وہ دوسرا طریق کار اختیار کر لیں۔ اور اپنے خاص اختیارات کو استعمال کرنے سے احتراز کریں۔ تو اس سے بلاشبہ ہندوستان میں مسلم اقلیت کی پوزیشن غیر محفوظ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر میرے معزز دوست ملک برکت علی کے پیش کردہ بل کے ذریعہ شہید گنج کی جگہ مسلمانوں کو واپس مل جائے تو پھر اس قسم کے قوانین کی زد سے تمام ہندوستان میں مسلمانوں کی بہت سی عالی شان اور قابل احترام عبادت گاہیں محفوظ نہ رہ سکیں گی۔ اور ان کا تقدس خطرہ میں پڑ جائے گا۔

مسلمانان پنجاب کی پوزیشن

پنجاب کے مسلمان نہ صرف خاص طور پر پنجاب کی اقلیتوں کے حقوق کے ذمہ دار ہیں۔ بلکہ ان پر ان ہم مذہبوں کے حقوق کی حفاظت کے بارے میں بھی ایک بڑی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جو دوسرے صوبوں میں ہیں۔ اور اقلیت میں ہیں۔ ان حالات میں کیا کوئی دور اندیش اور محب وطن مسلمان اپنی قوم کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ پنجاب میں اقلیتوں کے خلاف قدم اٹھائے۔ کیونکہ اگر دوسرے صوبوں کی غیر مسلم اکثریتیں پنجاب کے مسلمانوں کی مثال کی پیروی کرتے ہوئے ایسے ہی اقدامات وہاں کی مسلم اقلیتوں کے خلاف کریں۔ تو اس سے وہاں کے مسلمانوں کی پوزیشن اور ان کے بنیادی حقوق خطرہ میں پڑ جائیں گے۔

آئینی تحفظات کے ذمہ دار

چہارم۔ مسلمان ہندوستان میں سب سے زیادہ کثیر التعداد اور اہم اقلیت میں ہیں۔ کیونکہ گیارہ میں سے سات صوبوں میں بلحاظ تعداد وہ اقلیت میں ہیں اور یہی وجہ تھی کہ دور اندیش مسلمان لیڈروں نے دوسری اقلیت کے لیڈروں کے ساتھ مل کر گول میز کانفرنس اور مشترکہ منتخب کمیٹی (جائینٹ سلیکٹ کمیٹی) میں اس امر کا مطالبہ کیا تھا۔ کہ اقلیتوں کے جائز اور معقول مفاد کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں آئینی تحفظات کے بہم پہنچانے کا بندوبست کیا جائے اور آخر کار یہ مطالبہ منظور کر لیا گیا۔ چنانچہ اب گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۱۱۲ اور ۵۲ کے ذریعہ اس امر کا خاص طور پر انتظام کیا گیا ہے کہ فیڈرل امور میں گورنر جنرل پر اور صوبجاتی معاملات میں گورنر پر اقلیتوں کے جائز مفاد کی حفاظت کرنے کی خاص ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ گورنر جنرل اور گورنروں کے نام جو "بیاض ہدایات" جاری کی گئی ہیں۔ ان میں مندرجہ بالا دفعات کی اہمیت اور ان پر نہایت شدت سے عمل پیرا ہونے کی ضرورت پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے کیونکہ یہی تحفظ اقلیتوں کی آخری پناہ ہے۔

ٹھنڈے دل سے غور کی ضرورت

اب اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کہ ان صوبوں کے مسلمانوں کے لئے جہاں وہ اقلیت میں ہیں یہ تحفظ فرقہ وار فیصلہ (کمیونل ایوارڈ) سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے اگر اس معاملے پر دور اندیشی سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اگر مسلمان کوئی ایسا قدم اٹھائیں جس سے یہ تحفظ اتنا مؤثر اور کارآمد نہ رہے تو وہ اپنے اور دوسری اقلیتوں کے مفاد کو اس قدر نقصان پہنچانے کے ذمہ دار ہونگے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اقلیتوں کے جائز مفاد کی حفاظت کا فرض سب سے پہلے صوبجاتی حکومتوں پر عائد ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے اس فرض کو ایمانداری اور انصاف پسندی سے انجام دینے سے قاصر رہیں تو اقلیتوں کو اس بات کا بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنی منظم رائے عامہ کا دباؤ ڈال کر گورنر جنرل اور گورنر کو ان کی خاص ذمہ داریوں اور اپنے حقوق کے تحفظ کی بنا پر مجبور کر دیں۔ کہ وہ اپنے خاص اختیارات کو بروئے کار لائیں۔ ملک برکت علی صاحب کا بل اپنی موجودہ صورت میں اس اہم ترین مسئلہ پر براہ راست کاری ضرب لگاتا ہے۔

وزارت پنجاب کی ذمہ داری

پنجم۔ پس اگر وزارت ہز ایکسی لینسی گورنر کو یہ مشورہ دے دیتی۔ کہ وہ اس قسم کے مسودۂ قانون کے پیش کئے جانے کی اجازت دیں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے اس فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتی جو اس پر اقلیتوں کے جائز مفاد کی حفاظت کے بارے میں عائد ہوتا ہے ان اہم امور کا لحاظ رکھتے ہوئے پنجاب کی مجلس وزراء کے ارکان اس صوبے کے مفاد اور اپنے اپنے فرقوں کے بہترین مفاد کے پیش نظر کسی ایسی نظیر کو قائم کرنے میں ممد و معاون نہیں ہو سکتے۔

مسودہ قانون کے مضر پہلو

ششم:۔ میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ملک برکت علی صاحب نے جو طریقہ تجویز کیا ہے اس سے مسجد شہید گنج کی جگہ مسلمانوں کو واپس نہیں مل سکتی اور عملی طور پر اس کا نتیجہ صرف یہ ہوگا۔ کہ کشیدگی اور بدمزگی زیادہ بڑھ جائے گی اور مفاہمت کا امکان ہمیشہ

کے لئے جاتا رہیگا۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسی صورت میں پنجاب اسمبلی کے اندر اور باہر صوبہ کی مختلف پارٹیوں کی ترتیب نہایت ہی سخت فرقہ وار اصول پر ہو جائے گی۔ اور یہ بات ایک ایسی صورت حالات میں ہو گی۔ جس کا تصور بھی ہر ایسے شخص کو مایوس کر دینے کے لئے کافی ہے۔ جس کے دل میں صوبہ کی بہتری اور بہبود کا ذرہ بھر بھی خیال ہے۔ اگر اس مسئلہ پر مجرد فرقہ وارانہ نقطۂ نگاہ سے بھی نظر ڈالی جائے۔ تو اس طرح کی فرقہ بندی اکثریت کے لئے بھی باعث نقصان ہو گی۔ اور اقلیتوں کے مفاد کے بھی منافی ہو گی۔

اس کے بعد شہید گنج کے حصول کیلئے جلسے وغیرہ کرنے والوں کا ذکر کیا۔ اور پھر فرمایا۔

ادائے فرض

مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر میرا ضمیر مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ میں اس ذمہ داری سے دست کش ہو جاؤں جو مجھ پر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں عائد ہوتی ہے۔ اور نہ میں صوبہ کے بہترین مفاد ہی کو نظر انداز کر سکتا ہوں مزید برآں میری پختہ رائے یہ ہے کہ اس صوبہ اور دوسرے صوبہ کے مسلمانوں کے مفاد کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس طریق کار پر عمل کیا جائے چنانچہ اپنے رفقائے کار کے کامل اتفاق رائے سے میں نے گورنر صاحب کو جہاں اس امر سے آگاہ کر دیا ہے کہ اس صوبہ میں شہید گنج کے مسئلہ پر عوام کے جذبات بہت برانگیختہ ہو رہے ہیں۔ وہاں میں نے انہیں اس امر سے بھی مطلع کر دیا ہے کہ میں بحالات موجودہ انہیں یہ مشورہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ ملک برکت علی صاحب کے بل کو اس کی موجودہ صورت میں پیش کرنے کی اجازت دیدیں۔

حکومت چھوڑنے کیلئے تیار

میں اس امر کا اعلان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہم نے اس معاملہ میں جو فیصلہ کیا ہے۔ اس سے ہمیں صرف اس صوبہ اور اس کے تمام باشندوں کی بہتری مقصود ہے۔ اور اس میں ہماری ذاتی اغراض یا خود غرضانہ مفاد کو کوئی دخل نہیں۔ اور اس امر کے باوجود کہ اس قسم کے معاملات میں گذشتہ زمانے میں کبھی ایسا طریق کار اختیار نہیں کیا گیا۔ اور عام طور پر ایسے طریق کار کو اختیار کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوا کرتی۔ تاہم اس معاملہ کے مخصوص حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے شرکائے کار اور میں اس معاملہ میں اس اسمبلی کے فیصلہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہیں۔ پس اگر اسمبلی کا فیصلہ ہماری رائے کے خلاف ہو۔ تو میں اور میری وزارت کے تمام اراکین اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے پر راضی ہیں۔ اور اگر یونینسٹ پارٹی کے مسلم ارکان کی اکثریت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری اسمبلی کے ۹۱ مسلم ارکان میں سے ۸۲ ارکان ہمارے طریق کار کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ تو میرے مسلم شرکائے کار اور میں خود اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے کے لئے تیار ہیں۔ میرے مسلم رفقا اور میں خود اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھنے کو تیار ہیں۔ اور وہ اس طرح اگر ہم کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ ہمارے مستعفی ہونے سے مسجد شہید گنج مسلمانوں کو واپس مل جائے گی۔ تو ہم بلا تامل اور فی الفور مستعفی ہونے کو تیار ہیں۔

سکھوں سے اپیل

میں اپنے سکھ دوستوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس سارے معاملہ پر دوبارہ غور کریں۔ ان کی اپنی قوم کے بہترین مفاد

اور ان کے مذہب کی روایات کا یہی تقاضہ ہے کہ وہ از خود اور فیاضانہ طور پر اس مسئلہ کا مزاشو منداانہ فیصلہ کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹانے کے لئے آگے بڑھیں۔ مسلمانوں کے مسلمہ نمائندوں نے (جن کی مجلس وضع قوانین میں اکثریت ہے) اس مسودہ کے متعلق جو معقول رویہ اختیار کیا ہے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہمارے سکھ بھائی بھی اس کے جواب میں ویسا ہی معقول رویہ اختیار کریں۔ میں اپنے مسلمان اور سکھ بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر یہ دونوں اقوام باہمی طور پر کوئی سمجھوتہ نہ کر سکیں۔ تو موجودہ گورنمنٹ اس مسئلہ کا ایک تسلی بخش اور منصفانہ حل دریافت کرنے کے لئے تمام آئینی ذرائع اختیار کرنے سے ہرگز گریز نہیں کرے گی۔ اور اس وقت بھی وہ اس جستجو میں مصروف ہے۔

تمام جماعتوں سے اپیل

مجھے امید واثق ہے کہ ملک کی تمام جماعتوں کے دور اندیش نمائندے خواہ وہ اسمبلی کے ارکان ہوں یا نہ ہوں حکومت کو اس مسئلہ کے حل کرنے میں ہر ممکن امداد دینگے لیکن اس بات کو بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ جہاں اقلیتوں کے جائز مفاد کی حفاظت لازم ہے وہاں اکثریت کے معقول جذبات کا احترام بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

قانون تحفظ مساجد کی تیاری

میں یہ امر بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ایسی تجاویز گورنمنٹ کے زیر غور ہیں کہ جن سے تمام عبادتگاہوں کی کماحقہ حفاظت ہو سکے تاکہ شہید گنج جیسے ناخوشگوار واقعات کا رونما ہونا ناممکن ہو جائے چنانچہ یہ تجویز ہے کہ اس ایوان کے ارکان کی ایک چھوٹی سی غیر رسمی کمیٹی مقرر کی جائے جو گورنمنٹ کو ایسی تجاویز کے متعلق مشورہ دے جن کی بنا پر مطلوبہ قانون وضع کیا جا سکے

خوشگوار فضا پیدا کرو

جو مسائل ہمیں اس وقت درپیش ہیں وہ بیحد نازک ہیں اور ان پر تمام حضرات کو جن کا اس مسائل سے تعلق ہے نہایت فکرمندی اور احتیاط سے غور کرنا چاہیئے اس مسئلہ کا ایک منصفانہ اور تسلی بخش حل جو سب کے لئے ⟵ باعث عزت ہو نا ممکن نہیں اور میں تمام محبان وطن سے جن میں پریس کے نمائندے بھی شامل ہیں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ صوبہ میں ایک خوشگوار اور سازگار فضا پیدا کریں کہ اس مسئلہ کا حل [illegible]

طبی عجائب گھر

قادیان کے جس طبی عجائب گھر کا ذکر معزز معاصرین "الحکم" اور "فاروق" میں آچکا ہے۔ اس کے دیکھنے کا موقع مجھے بھی ملا۔ اور میں نے اسے نہایت مفید اور نفع رساں پایا۔ یہ مکرم خانصاحب عبدالعزیز صاحب کارکن تعلیم الاسلام ہائی سکول کی اس جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ جو انہوں نے خدمت خلق کے جذبہ کے ماتحت سرانجام دی۔ اور جس میں وہ سالہا سال سے نہ صرف اپنے اوقات بلکہ اموال بھی نہایت فراخدلی کے ساتھ صرف کر رہے ہیں۔

چونکہ علم طب سے انہیں بہت دلچسپی ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کے ذریعہ فیض رسانی کا یہ پہلو اختیار کر رکھا ہے کہ ضروری ضروری مفرد اور مرکب ادویات جو عام طور پر خالص اور تازہ مشکل سے میسر آتی ہیں۔ یا ایسی چیزیں جو قیمتی ہونے کی وجہ سے عام پنساریوں سے نہیں مل سکتیں مگر انسانی جان کے بچانے کے لئے ان کی ضرورت پیش آتی ہے وہ مہیا رکھیں۔ چنانچہ اس وقت اس طبی عجائب گھر میں۔ کستوری۔ عنبر۔ زعفران۔ زہر مہرہ۔ کہربا۔ سنگ سلاجیت۔ صدف مروارید۔ مرجان۔ پکھراج۔ نیلم۔ زمرد یاقوت۔ سنگ یشب۔ فیروزہ۔ مونگا۔ سنگ سلیمان۔ عقیق وغیرہ قیمتی اشیا موجود ہیں نیز ہر قسم کے کشتہ جات بھی ہیں۔ انکے علاوہ مفرد ادویات از قسم نباتات بھی تازہ اور اعلیٰ قسم کی رکھی ہیں۔ اور اس بارے میں اس قدر احتیاط کی جاتی ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد سابقہ اشیاء کو نقصان اٹھا کر بھی سٹاک سے نکال دیا جاتا ہے۔

نیز متعدد اقسام کی چائے اور کافی بھی موجود ہے۔ ان حالات میں یہ مشورہ دینا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ضرورت کے وقت اس طبی گھر سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے جس کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ باوجود چیز کے اعلیٰ اور عمدہ ہونے کے قیمت بالکل واجبی لی جاتی ہے۔ اور کسی کی مجبوری سے بے جا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔

علاوہ ازیں نادر اور قیمتی اشیاء کے متعلق اپنا علم بڑھانے کے لئے بھی یہ طبی گھر ایک مفید چیز ہے۔ امید ہے کہ جو صاحب اسے ملاحظہ فرمائیں گے وہ ضرور خوش ہونگے۔ (ایڈیٹر)

مقامی انجمنوں کو ضروری اطلاع

مقامی انجمنوں کے جدید عہدہ داروں کے انتخابات کے متعلق جو اعلان اخبار الفضل مجریہ ۱۷ / مارچ ۱۹۳۸ء میں کیا گیا ہے۔ اس کی رو سے تمام عہدہ داروں کی میعاد جو اس وقت تک منظور کئے جا چکے ہوئے ہیں۔ ۳۰ / اپریل ۱۹۳۸ء کو ختم ہو جائے گی۔ اس لئے اب ۳۰ / اپریل ۱۹۳۸ء تک کے لئے کسی عہدہ دار کی منظوری نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اب صرف انہی عہدہ داروں کے متعلق منظوریاں دی جائینگی جن کا انتخاب یکم مئی ۱۹۳۸ء سے ۳۰ / اپریل ۱۹۴۱ء تک کے لئے ہوگا اور ان شرائط و قواعد کے ماتحت ہوگا۔ جو اخبار الفضل مجریہ ۱۷ / مارچ ۱۹۳۸ء میں شائع کئے جا چکے ہیں۔ لہٰذا اب ۳۰ / اپریل ۱۹۳۸ء تک کے لئے کسی جگہ کوئی عہدہ دار مقرر نہ کیا جائے۔ اور اس بات کا موقعہ پیدا کیا جائے۔ کہ تمام عہدہ داروں کی میعاد تقرر ایک ہی وقت میں شروع ہو کر تین سال بعد ایک ہی تاریخ پر ختم ہوا کرے۔ اس اعلان کے ساتھ مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدیداروں کی درخواستیں جو منظوری کے لئے آئی ہوئی ہیں۔ داخل دفتر کی جاتی ہیں

منٹگمری۔ خانیوال۔ انبالہ چھاؤنی۔ علی پور چک ۶۶ (شمولہ شمس آباد کھریپڑ) چک ۱۵ ضلع لائلپور سلطاہ علاقہ پونچھ۔

ان جماعتوں کو دوبارہ انتخاب مطابق شرائط و قواعد مندرجہ اخبار الفضل مجریہ ۲ مارچ ۳۸ء کرنا چاہیئے۔

فتح محمد سیال ناظر اعلیٰ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

امرتسر ۱۶ مارچ - موضع فتح وال کے کانگرسی اجلاس میں شورش بپا کرنے کے الزام میں ۲۲ کانگرسیوں کے خلاف مسٹر عطا محمد صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ پولیس نے مقدمہ کی کارروائی کے آغاز سے پیشتر احاطہ عدالت میں چند اور ملزموں کو بھی گرفتار کر لیا۔ آئندہ سماعت ۳۱ مارچ کو ہو گی۔ جدید گرفتار شدہ ملزموں کو تھانہ اجنالہ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ موضع فتح وال کے اجلاس منعقدہ ۱۳ مارچ کے سلسلہ میں متعدد کانگرسیوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔

لاہور ۱۶ مارچ - کل ہولی کے موقعہ پر لاہور میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں لڑائی ہو گئی۔ جس میں لاٹھیوں اور چاقوؤں کو آزادی سے استعمال کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نصف درجن کے قریب اشخاص مجروح ہوئے ہیں۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ لوہاری منڈی میں بعض ہندوؤں نے ایک مسلمان پر رنگ پھینک دیا۔ اس پر بات بڑھتے بڑھتے لڑائی تک جا پہنچی۔ اور طرفین کی امداد کرنے والے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ہجوم متصادم ہو گئے۔

امرتسر ۱۶ مارچ - موضع فتح وال (امرتسر) میں کانگرسیوں اور دیہاتی مسلمانوں میں جو تصادم ہوا۔ اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ کانگرسیوں نے جلسے کے انعقاد سے پیشتر ایک جلوس نکالا۔ جس میں انہوں نے انتہائی اشتعال انگیزی سے کام لیا۔ مسلم لیگ مردہ باد۔ مسٹر جناح مردہ باد۔ اور برکت علی مردہ باد وغیرہ کے نعرے لگانے کانگرسیوں کا یہ طرز عمل دیکھ کر مسلم لیگ کے ایک سرکردہ رکن نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان پر ان لوگوں نے حملہ کیا۔ کانگرسیوں کو محرم کا علم تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ جلوس کے ساتھ باجہ بجاتے رہے مسلمان ان کی اس حرکت سے بھی سخت مشتعل تھے۔ مگر مسلم لیگ کے کارکنوں نے انہیں ضبط و تحمل کی تلقین کی۔ اور انہیں قابو میں رکھا اور کانگرسیوں کا جلوس بخیر جلسہ گاہ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد جلسہ میں ہنگامہ ہو گیا۔ جس میں دو مسلمان ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔

لنڈن ۱۶ مارچ - ایسوشی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کامرس ممبر گورنمنٹ آف انڈیا کل عازم ہندوستان ہو جائیں گے۔

دی آنا ۱۶ مارچ - ایک اطلاع مظہر ہے کہ کل اس جگہ ہر ہٹلر کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ ہر ہٹلر نے ایک مجمع کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آسٹریا میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اسے آئندہ نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ آخر میں کہا۔ کہ آج میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا پوری ہوتی ہے

بنکورہ ۱۶ مارچ - بنکورہ (بنگال) سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں آتشزدگی کی وجہ سے ۳۰۰ جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں جس کی وجہ سے ایک ہزار اشخاص بے گھر ہو گئے۔ اس جگہ سے کچھ فاصلہ پر ایک اور گاؤں میں ۵۰ گھر نذر آتش ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۱۶ مارچ - وزیر اعظم بنگال نے ایک اعلان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت بنگال کے بعض اضلاع میں پرائمری تعلیم کے لئے ٹیکس عائد ہو گا۔

احمد آباد ۱۶ مارچ - ایک اطلاع سے پتہ چلتا ہے کہ یکشنبہ محرم کے سلسلے میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت تعزیہ نکالا جا رہا تھا اوپر سے ایک اینٹ تعزیہ پر پڑی۔ جس کی وجہ سے وہ ٹوٹ گیا۔ مسلمانوں کا بیان ہے۔ کہ اینٹ ان اشخاص کی طرف سے پھینکی گئی تھی۔ جو چھتوں پر بیٹھ کر تعزیہ دیکھ رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں میں تصادم ہو گیا۔ جس میں ۱۵ آدمی مجروح ہوئے۔ اسی وقت پولیس پہنچ گئی۔ مگر مسلمانوں نے تعزیہ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ دوپہر کے وقت بھی ہندوؤں اور مسلمانوں میں تصادم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے تین اور آدمی مجروح ہوئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فی الفور موقع پر پہنچ گیا۔ حکومت کی طرف سے کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔ اور مسلح پولیس سارے شہر میں گشت کر رہی ہے۔ صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

جبل پور ۱۶ مارچ - آج صبح شدید فرقہ وارانہ فساد ہو گیا۔ ہولی کا جلوس مولوی گنج (ہر وہ مقام میں جہاں دسہرہ پر فساد ہو گیا تھا) سے گذر رہا تھا کہ اس پر مسلمانوں کے متصلہ مکانات سے سنگباری کی گئی۔ پولیس کے زبردست انتظامات کے باوجود فساد کی آگ پھیلتی جا رہی ہے۔ اس وقت تک ۵۰ سے زائد اشخاص مجروح ہو چکے ہیں۔ مجروحین میں ۲۳ ہندو اور ۱۸ مسلمان اور ۳ کانسٹیبل ہیں فساد کی اطلاع پا کر دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ لاٹھیاں وغیرہ لے کر چلنے کی ممانعت ہے۔ پولیس کی اجازت کے بغیر جلسوں اور جلوسوں کی بھی ممانعت ہے۔ مختلف اضلاع سے پولیس کمک کے لئے طلب کی گئی ہے۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ ۶۷ اشخاص مجروح ہوئے جن میں ۴۵ ہندو اور ۲۲ مسلمان ہیں۔

لاہور ۱۶ مارچ - آج پنجاب اسمبلی کا اجلاس موضع فتح وال کے واقعہ کے متعلق میاں افتخار الدین کی تحریک التواء بحث ختم کئے بغیر ملتوی ہو گیا اس تحریک کے سلسلے میں کانگرسیوں کی پوزیشن نہایت کمزور تھی۔ اور غالباً اسی بات کے زیر اثر انہوں نے بحث کے آغاز میں ہی ہنگامہ آرائی کی طرح ڈال دی تھی۔ آخر اس ہنگامے نے انتہائی صورت اس وقت اختیار کی۔ جب آنریبل سر سکندر حیات خان وزیر اعظم کانگرسیوں کے الزامات کا جواب دے رہے تھے۔ اور ان کے اس فقرے پر کہ پنجاب میں ۹۰ فی صدی بدمعاش کانگرس کے چار آنے والے ممبر بن گئے ہیں۔ کانگرسیوں نے ہنگامہ بپا کر دیا اسی شور و غل کے دوران میں دیوان چمن لال نے اعلان کیا۔ کہ وزیر اعظم کو اس وقت تک تقریر جاری رکھنے کی اجازت نہ دی جائیگی جب تک وہ الفاظ واپس نہ لیں گے اس پر اس قدر شور و غل بلند ہوا۔ کہ آنریبل سپیکر کو مجبوراً یہ کہہ کر اجلاس برخاست کرنا پڑا کہ ان بے معنی بلکہ شور و غل کے دوران میں اجلاس کو جاری رکھنا ممکن نہیں۔

لاہور ۱۶ مارچ - چیف سیکرٹری یونینسٹ پارٹی کا اعلان مظہر ہے کہ اتحاد پارٹی کے جن ۹ مسلم ممبروں نے ملک برکت علی کے تحفظ مساجد کے مجوزہ بل پر دستخط کئے تھے۔ ان میں سے ۱۶ ممبر آج اسمبلی کے اجلاس میں تھے۔ وزیر اعظم کا بیان سننے کے بعد ان میں سے ۵ نے مجوزہ بل کی حمایت سے اپنی دست برداری کا اعلان کر دیا ہے۔

ٹوکیو ۱۶ مارچ - اطلاع ملی ہے کہ جاپان نے روس کے ایک ہوا باز کو گرفتار کر لیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ہوا باز ایک روسی طیارے میں بیٹھ کر پرواز کر رہا تھا کہ جاپانی فوج نے گولی مار کر طیارے کو گرا لیا۔ لیکن ہوا باز چھتری کے ذریعہ نیچے اتر آیا زمین پر آتے ہی اسے گرفتار کر لیا گیا۔

لنڈن ۱۶ مارچ - روس نے اعلان کیا ہے کہ اگر زیکوسلاویکیہ پر حملہ کیا گیا تو وہ اس کی امداد کریگا۔ جب پوچھا گیا کہ کس راستے سے امداد کی جائیگی تو جواب دیا گیا کہ راستہ بھی نکال لیا جائے گا۔ وزیر اعظم پولینڈ نے ایمسٹرڈم سے اعلان شائع کیا ہے کہ آسٹریا کے واقعات کا ہم پر اثر نہ ہو گا لڑائی کے فوراً شروع ہونیکا خطرہ نہیں اسلئے ہمیں

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی